حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وحدت امت (تفرقہ کے برعکس) کے مقاصد قرآن وسنت کی روشنی میں

The objectives of the unity of Um'mah (contrary to sectarianism) in the light of Holy Quran and Sunnah

خدیجہ بخاری

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ

رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس

Abstract:

Religion of Islam is the complete code of life. It is complete mercy towards his followers. A person who practices Islam whether he is a Muslim or does not deprive its benefits, because the purpose of ***Sharia*** *is to gain benefit and save to harm, whether it relates to the human world or the hereafter. In Islam there is no concept of distinction between religion and world. Likewise, the unity of the Um'mah is the commandment of God and the teachings of Islam. It is the hadith of the Holy Prophet (PBUH) that "being together and living together is the divine purpose". Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him) also set an unfailing examples of brotherhood ,compassion and mutual brotherhood through* ***Mawakhat e Madinah*** *in his time. Um'mah was made brothers and sisters on the basis of* ***Kalma****. Interfaith dialogue or creating unity among the people of the world is the greatest need of our time and Islam also teaches the lesson of unity. Followers of the religion of Islam, wherever they live in the world, as Muslims, are in one Um'mah and like one body. Their aim is only to glorify the Word of Allah.* ***Ba'ath E Muhammadi*** *(PBUH) has a universal purpose. The goal of the unity of the Um'mah is success in this world and the Hereafter. Through the unity of the Um'mah, Allah saves from punishment and the Muslim Um'mah achieves ascension. Muslims show openness and are convinced that they can also maintain good relationships with non-Muslims. An example of this is* ***Meesaq e Madinah.***

Keywords: Code of life, shariah, *Mawakhat e Madinah, Universal Objective ,* ***Meesaq e Madinah***

وحدت امت کے مقاصد قرآن وسنت کی روشنی میں وحدت امت کا مفہوم:

مولوی فیروز الدین رحمت اللہ علیہ فیروز اللغات میں وحدت کے معنی بیان کرتے ہیں:

"وحدت سے مراد ایک ہونا، یکتائی، توحید، اکیلا پن ہے"[1]

وصی اللہ کھوکھر کے مطابق:

وحدت سے مراد "ایک ہونا، توحید الٰہی" کے ہیں[2]

مختصر اردو لغت میں وحدت سے مراد:

وحدت سے مراد "یکتائی، یگانگی، توحید، انفرادیت" ہے[3]

سعید اے شیخ کے مطابق وحدت سے مراد:

---

[1] فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ط اول 2010ء، ص 1406

[2] وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت جامع ترین، جہانگیر بکس، کراچی، ص 1434

[3] مختصر اردو لغت، قومی کونسل برائے اردو زبان، نئی دہلی، ط سوم، 2009ء ص 955

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وحدت کے لغوی معنی "یگانہ ہونا، یکتائی، ایک ہونا، اکیلا پن"[4]

مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ فیروز اللغات میں امت کے معنی بیان کرتے ہیں:

امت کے لغوی معنی "گروہ، جماعت، پیرو، تابع" ہیں[5]

وصی اللہ کھوکھر امت کے لفظی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لفظ امت کے لغوی معنی "کسی پیغمبر پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کرنے والی جماعت یا گروہ" کے ہیں"[6]

سعید اے شیخ کے مطابق امت سے مراد:

امت سے مراد "گروہ، پیرو، کسی پیغمبر کا فرقہ، تابع" ہیں[7]

اردو لغت میں ہے:

امت سے مراد "پیغمبر کا پیرو اور تابع گروہ، قوم" ہیں[8]

لفظ امت اسلام کے بنیادی اصولوں میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کی امت کو امتِ واحدہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اس آیات کریمہ میں ہے:

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ[9]

"بیشک تمھاری امت امت واحدہ ہے اور میں تمھارا پروردگار ہوں، پس میری عبادت کرو"

اس آیت میں حضور ﷺ کی امت کو امت واحدہ کہا گیا ہے اسی طرح قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اس کو یوں بیان فرماتا ہے:

وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ[10]

"بیشک تمھاری امت امت واحدہ ہے اور میں تمھارا پروردگار ہوں، پس مجھ سے ڈرو"

مذکورہ بالا دونوں آیات کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امت اسلامی ہی امت واحدہ ہے اور اسلام کا مقصد حقیقی اس امت کی تشکیل ہے۔ امت سے مراد لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جو ایک ہی راہنما کی پیروی کرنے والے ہوں اور ان کی راہ بھی ایک ہی راہ یعنی صراط مستقیم ہو۔ جو لوگ مختلف راستوں کے راہی ہوتے ہیں وہ امت نہیں کہلاتے۔ قرآن کریم نے امتوں میں دین اور عمل کے حساب سے امتیاز کو بیان فرمایا ہے:

---

[4] سعید اے شیخ، رابعہ اردو لغت، اسلامک بک سروس دریاگنج، نئی دہلی، ط اول 2007ء، ص 1211

[5] فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ط اول 2010ء، ص 121

[6] وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت جامع ترین، جہانگیر بکس، کراچی، ص 83

[7] سعید اے شیخ، رابعہ اردو لغت، اسلامک بک سروس دریاگنج، نئی دہلی، ط اول 2007ء، ص 51

[8] مختصر اردو لغت، قومی کونسل برائے اردو زبان، نئی دہلی، ط سوم، 2009ء ص 108

[9] الانبیاء: 92

[10] المؤمنون: 52

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ [11]

"وہ ایک امت ہے جو گزر چکی ہے۔ان کے اعمال ان کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں اور تم سے اُن کے کاموں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔"

مقاصد کا مفہوم:

"مقاصد، مقصد کی جمع ہے اور اس کا معنی ارادے، مطالب، اغراض، مرادیں غایتیں، مدعا، منشا، مطلب، مراد، ارادہ کے ہیں"[12]

اسلامی شریعت میں بنیادی ضروریات کے لئے مقاصد خمسہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔حفظ دین

2۔حفظ نفس

3حفظ عقل

4۔حفظ نسل

5۔حفظ مال

ان کو مصالح بھی کہتے ہیں:

1۔مصالح ضروریہ

2۔مصالح حاجیہ

3۔مصالح تحسینیہ [13]

شریعت کا لغوی مفہوم:

"شریعت کے لغوی معنی طریقہ کے ہیں۔اللہ کے مقرر کردہ احکام"[14]

اسی طرح قرآن پاک میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا[15]

شریعت کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاح میں شریعت سے مراد وہ احکام الٰہی ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے لیے بھیجے ان احکام الٰہی کو شریعہ بھی کہا جاتا ہے۔اس لیے کہ ان احکام میں استقامت ہے۔اور یہ ایک پانی کے ذخائر کے مانند ہے

---

[11] البقرہ:141

[12] وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت، جہانگیر بکس لاہو، ص1464

[13] خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اصولِ فقہ، ص436-437

[14] خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اصولِ فقہ، ص436

[15] المائدہ:48

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"اللہ کی طرف سے نازل شدہ احکامات یا مجموعہ قوانین کو شریعت کہتے ہیں۔" [16]

شریعت سے مراد وہ احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بطور ضابطہ حیات جاری فرمائے ہیں

مقاصدِ شریعت کی رو سے وحدت امت کی اہمیت:

اس وقت عالم اسلام کو درپیش مسائل میں سے ایک گھمبیر مسئلہ فرقہ پرستی بھی ہے۔ جبکہ وحدت امت کے بارے میں واضح قرآنی حکم ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا [17]

"اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب ملکر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔"

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی فرقہ بازی کی ممانعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین یا کتاب و سنت کے احکام ہیں۔ اور اللہ کی رسی اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ یہی وہ رشتہ ہے جو تمام اہل ایمان کا اللہ سے تعلق قائم رکھتا ہے اور دوسری طرف اہل ایمان کو ایک دوسرے سے مربوط بناتا ہے۔ کتاب و سنت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا ہونے سے اس بات کا امکان رہتا ہے کہ مسلمانوں میں اختلاف، انتشار یا عداوت نہ پیدا ہو۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے اپنی تمام تر توجہ دینی تعلیمات پر مرکوز رکھیں۔ اور فروعی مسائل میں الجھ کر امت مسلمہ میں انتشار پیدا کر کے فرقہ بندیوں سے پرہیز کریں۔" [18]

ُماہنامہ ترجمان القرآن میں مولانا گوہر رحمٰن لکھتے ہیں:

"عربی لغت میں ہر قسم کے اختلاف کو تفرق نہیں کہا جاتا بلکہ اس اختلاف کو تفرق کہا جاتا ہے جو اُمت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والا' اُمت کو الگ الگ فرقوں اور ٹولیوں میں بانٹنے والا اور ان کے درمیان اخوت و الفت کے تعلقات کو عداوت و منافرت میں تبدیل کرنے والا ہو۔ تفرق کی مذمت اور ممانعت میں قرآن کی چھ آیات آئی ہیں۔ ان میں سب سے پہلی یہ ہے:

"اور تھام لو اللہ کی رسّی کو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو اللہ کی اس مہربانی کو جو تم پر کی گئی تھی' جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پس الفت ڈال دی اللہ نے تمھارے دلوں میں تو بن گئے تم اللہ کی اس مہربانی سے بھائی بھائی۔" [19]

اس آیت میں پہلے تو حکم دیا گیا ہے کہ حبل اللہ یعنی قرآن و سنت پر مجتمع اور متحد ہو جاو۔ اس لیے کہ اُمت کی وحدت اور ملت کے اتحاد کی بنیاد یہی ہے۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو' فرقوں اور گروہوں میں اس طرح نہ بٹو کہ ملی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے اور تم اتحاد ملت کی بنیادوں پر متحد و مجتمع ہونے کے بجائے متفرق اور منتشر ہو جاو۔ اس کے بعد دور جاہلیت کی حالت یاد دلائی گئی ہے کہ تمھارے درمیان دشمنیاں اور جتھہ بندیاں تھیں اور قبائلی و گروہی عداوتیں اور عصبیتیں تھیں جو اسلام کی وجہ سے ختم ہو گئیں اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ اب اسلام لانے اور دین واحد پر متحد ہو جانے کے بعد اگر تم نے اتحاد

[16] شریعت آزاد دائرۃ المعارف وکی پیڈیا

[17] آل عمران:103

[18] تفسیر تیسیر القرآن، ج1، ص293

[19] آل عمران:103

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ملت کی بنیادوں کو نظر انداز کر کے باہمی تفرق کی روش دوبارہ اختیار کی اور وہی پرانی قبائلی جتھہ بندیاں اور دشمنیاں شروع کر دیں تو اخوت و الفت کی نعمت سے محروم ہو جاؤ گے۔ اس آیت کے شان نزول اور سیاق و سباق اور کلمات کے معانی تینوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جگہ تفرق سے مراد وہ جتھہ بندی اور فرقہ بندی ہے جو حسد و عناد اور گروہی عصبیت پر مبنی ہو۔ امام ابن جریر (م: ۳۱۰ھ) نے بھی آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ اور الگ نہ رہو اللہ کے دین سے اور اس کے عہد سے جو اس نے اپنی کتاب میں تم سے لیا ہے کہ آپس میں الفت و محبت کا رویہ اختیار کرو اور اللہ و رسول کی اطاعت پر (حبل اللہ) متحد و مجتمع ہو جاو۔[20]

فرقہ پرستی کا موجد فرعون:

"قرآن کریم کی رو سے فرقہ پرستی فرعون کی ایجاد ہے فرعون عوام میں تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے اپنی جھوٹی خدائی کے بچاؤ کے لئے یہ ہتھ کنڈے استعمال کئے، عوام کو ٹولیوں میں بانٹ رکھا تھا۔ اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا "فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا (القصص)"[21]

اختلاف رائے اور طرزِ صحابہ:

"ابھی رسول کریم ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے ہی تھے کہ آپ ﷺ کی آخری آرام گاہ کے تعین میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب فرمان نبوی ﷺ سنایا کہ "پیغمبر کی وفات جائے مدفن پر ہی ہوتی ہے" (کتاب الجنائز موطا امام مالک) تمام صحابہ نے خاموشی سے سر خم کر دیا۔"[22]

"صحابہ اور آئمہ مجتہدین کا طرز عمل اس معاملے میں دیکھنا چاہئے تاریخ شاہد ہے کہ ان کے درمیان بھی اختلاف رائے ہوتا تھا لیکن ان میں کہیں ہمیں جنگ و جدل اور موجودہ دور والی لڑائیاں جھگڑے اور فساد نظر نہیں آتے۔ باہمی اختلاف مسائل کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا اور تمام برادرانہ تعلقات قائم رہنا اس تاریخ کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔ اسی پر فتن دور میں جب حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان میدان جنگ گرم تھا تو روم کی عیسائی سلطنت کی طرف سے موقع پا کر حضرت امیر معاویہ کو اپنے ساتھ ملانے اور ان کی مدد کرنے کا پیغام ملا تو حضرت امیر معاویہ کا جواب یہ تھا کہ "اگر تم نے مسلمانوں کی طرف رخ کیا تو علی کے لشکر کا پہلا سپاہی جو تمھارے مقابلے کے لئے نکلے گا وہ معاویہ ہو گا" معلوم یہ ہوتا ہے کہ باہمی اختلاف جو منافقین کی گہری سازشوں سے تشدد کا رخ اختیار کر چکے ہیں ان میں بھی اسلام کے بنیادی حقائق کسی کی نظر سے اوجھل نہیں ہوئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تعبیر کتاب و سنت کے ماتحت اختلاف رائے جو صحابہ، تابعین اور آئمہ مجتہدین میں رہا ہے بلاشبہ رحمت ہی ہے۔ اس کا کوئی پہلو نہ پہلے مسلمانوں کے لئے مضر ثابت ہوا اور نہ آج ہو سکتا ہے بشر طیکہ وہ انہیں حدود کے اندر رہے جن حدود میں ان حضرات نے رکھا تھا کہ ان کا اثر نماز، جماعت، امامت اور معاشرت کے کسی معاملے پر نہ پڑتا تھا۔"[23]

---

[20] تفسیر ابن جریر، ج ۴، ص ۳۲

[21] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 13

[22] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 5

[23] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 63-64

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"تاریخ گواہ ہے کہ اتحاد اور وحدت کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے عرصے میں اسلام عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں سے یورپ کی منجمد فضاؤں تک پھیل گیا۔ خلافت کے سنہری دور میں اس کا رقبہ 22 لاکھ مربع میل تھا مسلمانوں کی اصل طاقت اتحاد و یگانگت میں تھی جسے شیطان کی ایسی نظر لگی کہ خالص مسلمان نام کی شئے روئے زمین سے ناپید ہوگئی۔ اب آپ کو دیوبندی، بریلوی، وہابی، سہروردی، چشتی، قادری، تبلیغی، سیفی، نامعلوم کیا کیا۔۔۔ سب کچھ ملے گا افسوس صد افسوس کہ مسلمان نہیں ملے گا۔"[24]

"کس قدر بد بختی کی انتہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے کہ میری محبت چاہتے ہو تو میرے پیغمبر کی پیروی کرو قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ [25]

"صحابہ کرام کے آراء کا اختلاف کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ پھر صحابہ کرام کے شاگرد حضرات و تابعین کا عمل بھی ہر اہل علم کو معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت کسی صحابی کی رائے کو اختیار کر لیتی تھی اور کوئی ان کے مقابل دوسری جماعت دوسرے صحابی کی رائے پر عمل کرتی تھی لیکن صحابہ و تابعین میں اس پورے خیر القرون میں اوراس کے بعد آئمہ و مجتہدین اور ان کے پیروؤں میں کوئی ایک واقعہ بھی اس کا سننے میں نہیں آیا کہ ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق کہتے ہوں یا کوئی مخالف فرقہ یا گروہ سمجھ کر ایک دوسرے کے پیچھے اقتداء کرنے سے روکتے ہوں یا کوئی مسجد میں آنے والا لوگوں سے یہ پوچھ رہا ہو کہ یہاں کے امام اور مقتدیوں کا مسلک کیا ہے۔ ان اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کے خلاف جنگ وجدل یا سب وشتم، توہین، استہزاء اور فقرہ بازی کا تو ان مقدس زمانوں میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔"[26]

لیکن آج کل ان گناہ کبیرہ کو معمولی سمجھ کر اسے معاشرے کا مزاج بنا دیا گیا ہے۔ دینی اور فروعی اختلافات کو پروپیگنڈے کے ذریعے ہر جگہ پھیلا دیا جاتا ہے۔ ان مسائل کو ہوا دی جاتی ہے اور عوام میں اشتعال انگیزی پیدا کی جاتی ہے جیسے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہو۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں ان مسلکی اختلافات کو اخبارات اور سوشل میڈیا کی زینت بنایا جاتا ہے اور تمام مسالک اس پر اپنی پوری توانائی صرف کرتے ہیں جیسے جہاد کر رہے ہوں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات سے منہ موڑ کر جزوی اور فروعی مسائل میں مصروف ہیں۔ دین کے نام پر خدا کے گھروں میں جدال و قتال اور لڑائیاں جاری ہیں نوبت پولیس اور عدالتوں تک پہنچ جاتی ہے۔ دین بیزار، سود خور، زانی اور شرابی علماء کی پگڑیاں اچھالتے ہیں۔

"اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا، خانوں میں تقسیم کر دیا گیا، اس کی مہتمم بالشان عمارت کو پہلے آئمہ کے نام پر چار حصوں میں تقسیم کر کے وراثت سمجھ کر بانٹ لیا گیا پھر ہر حصے کو ذیلی شاخوں، چشتی، صابری، قادری اور سہروردی وغیرہ میں شکست وریخت کی گئی، پھر شریعت وطریقت، قطب، غوث، ابدال اور صوفیت کے ناموں سے بٹوارہ کیا گیا، پھر سیاسی دھڑے بندیوں نے ایک جماعت کو متعدد ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا۔"[27]

---

[24] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 5
[25] آل عمران 31
[26] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 27
[27] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 8

"مولانا یوسف بنوری نے معارف السنن میں ایک واقعہ درج کیا ہے کہ ایک روز قاضی ابو عاصم حنفی نماز مغرب کے لئے جا رہے تھے تو وہ القفال شافعی کے مسجد میں داخل ہوگئے جن سے مختلف مسائل کے بارے میں ان کے مباحثے اور مناظرے ہوا کرتے تھے۔ القفال شافعی نے قاضی ابو عاصم حنفی کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھا تو کہا آج آذان ترجیع کے بغیر حنفی طریقے پر دی جائے (کلمات کو بغیر واپس دہرائے) آذان کے بعد علامہ القفال شافعی نے ابو عاصم حنفی سے نماز پڑھانے کی درخواست کی تو ابو عاصم حنفی نے رفع یدین کے ساتھ شافعی طریقہ کے مطابق نماز پڑھائی۔ان واقعات سے علماء سلف کی دین سے محبت اور اخلاص کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحدت امت کے کس قدر حامی تھے۔اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے قریب نماز پڑھی تو دعائے قنوت (شافعی سارا سال فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے ہیں) کو احتراماً ترک کر دیا اور کہا کہ کبھی ہم اہل عراق کے مسلک پر بھی عمل کرتے ہیں"[28]

"امام مالک نے فرمایا کہ علم میں جھگڑا اور جدال نور علم کو انسان کے قلب سے نکال دیتا ہے۔کسی نے عرض کیا کہ ایک شخص جس کو سنت کا علم حاصل ہے کیا وہ حفاظت سنت کے لئے جدال کر سکتا ہے۔فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کو چاہئے کہ مخاطب کو صحیح بات سے آگاہ کر دے۔پھر وہ قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ سکوت اختیار کرے، نزاع وجدال سے پرہیز کرے۔۔۔۔محمد بن عبد الرحمن صیرنی نے حضرت امام احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ جب کسی مسئلہ میں صحابہ کرام باہم مختلف ہوں تو کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم ان میں غور وفکر کر کے یہ فیصلہ کریں کہ ان میں سے صحیح صواب کس کا قول ہے تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا لا یجوز النظر بین اصحاب رسول اللہ "رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اختلاف میں غور وفکر نہیں کرنا چاہئے۔صیرنی نے کہا کہ پھر کس کے قول پر اور کیسے عمل کریں تقلد ایھم شئت ان میں سے جس کا جی چاہے اتباع کر لی جائے یہ ہی کافی ہے جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک جو قرین صواب لگے اسے اختیار کر لے لیکن امام احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ دونوں طرف صحابہ ہیں لہذا اس کی ضرورت ہی نہیں"[29]

اگر علماء کرام اور مسلمان غیر متعصبانہ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو وہ نامور ہستیوں کے طرز عمل سے دینی اخلاص سیکھے بغیر نہ رہ سکیں گے۔کیوں کہ ان کی زندگیوں کا مقصد دین اسلام کی سرفرازی تھا نہ کہ ذاتی مفادات کا حصول۔

"حضور ﷺ نے بھی اختلافات کا علاج یوں فرمایا "تم میں سے جو بھی میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا پس تم میری اور میرے خلفاء راشدین ہدایت یافتگان کی سنت لازم پکڑو۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے۔اللہ کی کتاب اور میری سنت"[30]

وحدت امت کی خاطر حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور علماء سلف صالحین نے انتہائی محتاط رویہ اپنایا کیوں کہ یہ انتہائی حساس موضوع ہے۔اگر وحدت امت قائم رہتی ہے تو ملت اسلامیہ کا وجود باقی ہے اور اگر وحدت امت قائم نہیں رہتی تو ملت اسلامیہ کا وجود تنکوں کی طرح بکھر جاتا ہے۔

---

[28] ایضاً، ص 18-19

[29] مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 33-34

[30] ایضاً، ص 15

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وحدت امت کے مقاصد:

1۔اعلائے کلمۃ اللہ

2۔تعلیمات قرآنیہ کا نفاذ

3۔بعثت محمدی ﷺ ایک عالم گیر مقصد کی حامل ہے

4۔وحدتِ اُمت حکم الٰہی ہے

5۔دنیاوی اور اخروی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے

6۔دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ضروری ہے

7۔مسلمانوں میں باہمی محبت و مودّت کے لئے

8۔عذاب الٰہی سے نجات کے لئے

9۔امت مسلمہ کے عروج وبقا کے لئے

10۔وسعت قلبی کا مظہر

1۔اعلائے کلمۃ اللہ:

چاروں طرف سے آج اسلامی اقدار کو خطرات کا سامنا ہے اور ہمارے سامنے ان اقدار کے تحفظ کا مسئلہ درپیش ہے لہذا جتنی حملوں میں شدت ہے اتنی ہی اتحاد کی کوششیں تیز ہونی چاہئیں اور جتنی اتحاد کی کوششیں ہوں گیں اتنا ہی کامیابی کا اندازہ بڑا ہوتا چلا جائے گا۔ اگرچہ اس راستہ میں سختیاں ہیں، خطرات ہیں لیکن اگر یہ اتحاد ہو جائے تو پھر اللہ کی طرف سے مدد اور کامیابی یقیناً آئے گی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَه مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ[31]

ترجمہ:"کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم یوں ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے سامنے تم سے پہلے گزرے ہوئے (اہل ایمان) کی سی صورتیں (اور شکلیں) آئی ہی نہیں۔ جنہیں فقر و فاقہ اور سختیوں نے گھیر لیا تھا۔ اور انہیں (تکلیف و مصائب کے) اس قدر جھٹکے دیئے گئے کہ خود رسول اور ان پر ایمان لانے والے کہہ اٹھے کہ آخر اللہ کی مدد کب آئے گی؟ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی مدد یقیناً نزدیک ہی ہے۔"

البتہ یہاں پر اس نکتہ کی طرف بھی توجہ رہے کہ اتحاد، افراد کی کثرت کے یکجا واکٹھا ہونے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ حقیقی اتحاد یعنی ایک ایسے گروہ کا پرچم توحید کے تلے جمع ہو جانا جس کا ایمان راسخ اور عمل پائدار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ ہمیں کچھ ایسے گروہوں اور جماعتوں کے بارے میں بھی بتلاتی ہے کہ جو تعداد میں تو بہت کم تھے لیکن اپنے مدمقابل، کثیر فوج پر غالب آگئے تھے جیسا کہ صدر اسلام میں جنگ بدر اور جنگ خندق اس کے عظیم نمونے ہیں کہ جب لشکر کفار کے پاس سب کچھ موجود تھا اور لشکر اسلام خالی ہاتھ تھا لیکن تعداد میں کم ہونے کے باوجود جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور کفر کو شکست فاش ہوئی۔

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ[32]

"اور تم ہمت نہ ہارو اور غم نہ کھاؤ، اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب آؤ گے"

---

[31] البقرہ:214

[32] آل عمران:139

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

آج بھی مسلمانوں کو اسی طرح کے اتحاد کی ضرورت ہے اور اگر واقعی سب ایک ساتھ آجائیں تو ہم ہر محاذ پر کامیابی کے پرچم لہرا سکتے ہیں اور کوئی بھی ہم پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

2۔ تعلیمات قرآنیہ کا نفاذ: اللہ تعالیٰ چونکہ خود واحد، احد وصمد ہے لہذا اس نے اپنے تمام امور کی خیرات وبرکات، اتحاد میں قرار دی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اعمال جنہیں انفرادی طور پر بھی اگر ادا کر لیا جائے تو وہ ادا ہو جاتے ہیں جیسا کہ انفرادی نماز، لیکن اگر ایک ساتھ مل کر جماعت سے ادا کی جائے تو اس کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ وحدت واتحاد ایک ایسی ضرورت ہے جس کی طرف اسلام بار بار دعوت دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ جس امت کا دین ایک، دینی شعائر ایک، شریعت و قانون ایک، منزل ایک اور خدا اور رسول ایک ہو اسے بہر حال خود بھی ایک ہونا چاہیئے۔ ارشاد ربانی ہے:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِن بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [33]

"تمام لوگ ایک دین پر تھے تو اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے ہوئے اور ڈر سناتے ہوئے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات میں فیصلہ کر دے اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انہوں نے ہی اپنے باہمی بغض وحسد کی وجہ سے کتاب میں اختلاف کیا (یہ اختلاف) اس کے بعد (کیا) کہ ان کے پاس روشن احکام آچکے تھے تو اللہ نے ایمان والوں کو اپنے حکم سے اُس حق بات کی ہدایت دی جس میں لوگ جھگڑ رہے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔"

3۔ بعثت محمدی ﷺ ایک عالم گیر مقصد کی حامل ہے:

جس نعمت نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور ہدایت قرآن نے تمہاری نفرتوں کو محبتوں سے اور تمہارے تفرقوں کو وحدت سے بدل دیا ہے اس نعمت کو پالینے کے بعد خبردار! دوبارہ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جانا، پھر نہ پھوٹنا اور ہدایت کی واضح نشانیاں آجانے کے بعد اختلافات کی نذر نہ ہو جانا۔ پھر قرآن مجید نے سورۃ حجرات میں یہ ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ [34]

"بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

4۔۔ وحدتِ اُمت حکم الٰہی ہے:

قرآن مجید کی آیات مبارکہ میں موجود انہی احکامات کی تعلیم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابجا امت مسلمہ کو احادیث طیبہ کے ذریعہ بھی دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو جہاں وحدت کا درس دیا وہاں حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ جڑے رہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[33] البقرہ:213

[34] الحجرات:10

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ[35]

"مسلمان کی جو بڑی اور اکثریتی جماعت ہے اس کے ساتھ جڑے رہو چونکہ اسی جڑے رہنے میں تمہاری بقاء، خیر، سلامتی اور عافیت ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ.

مسلمانو! تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم اجتماعیت کا ساتھ دو، مسلمانوں کی جو بڑی جماعت ہے اس کے ساتھ جڑے رہو اور تفرقہ سے ہمیشہ بچو۔ کیوں؟ اس لئے کہ

فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ.

اگر مسلمان تنہا و اکیلا رہ جائے تو شیطان کے قریب ہونا بڑا آسان ہو جاتا ہے اور اگر مسلمان جڑ جائیں، ایک ہو جائیں تو دو کے قریب شیطان کا جانا قدرے مشکل ہو جاتا ہے۔ جتنا زیادہ عدد ہو جائے شیطان کا ان کے قریب جانا مشکل تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس اگر مسلمان بکھرے رہیں تو ایک ایک کو گمراہ کرنا شیطان کے لئے آسان ہوتا ہے اور اگر مسلمان متحد ہو کر ایک اجتماعی وحدت میں منسلک ہو جائیں تو ان سب کو گمراہ کرنا شیطان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ. [36]

جو شخص چاہتا ہے کہ جنت کا وسط یعنی جنت کے اعلیٰ درجات تک جا پہنچے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ امت کی اجتماعیت کے ساتھ جڑ جائے۔ امت کا اجتماعیت کے ساتھ آپس میں جڑے رہنے سے ان کے ایمان کی بھی حفاظت ہو گی، عمل کی بھی حفاظت ہو گی، اخلاق کی بھی حفاظت ہو گی اور جملہ ظاہری، باطنی فوائد و مفادات کی بھی حفاظت ہو گی۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ.

"شیطان انسانوں کے لئے بھیڑیا کی مانند ہے اسی طرح جیسے بکریوں کے ریوڑ کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے، شیطان انسانوں کے ریوڑ کے لئے بھیڑیا ہے۔"

پھر فرمایا:

---

[35] البخاري في الصحيح، كتاب: الفتن، باب: كيف الأمر إذا لم تكن جماعة، 6/ 2595، الرقم: 6673

[36] الترمذي في السنن، كتاب: الفتن، باب: ما جاء في لزوم الجماعة، 4/ 465، الرقم: 2165

يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ. فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ [37]

شیطان اسی طرح اجتماعیت سے الگ ہو کر تنہا رہنے والے مسلمان کو پکڑ کر کھا جاتا ہے، گمراہ کر دیتا ہے، برباد کر دیتا ہے جس طرح بھیڑیے کو تنہا تنہا بکریاں مل جائیں تو انہیں بھیڑیا اچک کرلے جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمان بھی اگر الگ مل جائے تو شیطان اسے گمراہ کر دیتا ہے۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ بکری کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے ریوڑ سے جدا ہو کر دور کنارے پر کھڑی ہوتی ہے اور پھر اسے بھیڑیے سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ مسلمان اگر اجتماعیت سے جدا ہو کر تنہا ہو جائے گا تو شیطان کے حملے سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔

5۔ دنیاوی اور اخروی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے:

اس میں شک نہیں ہے کہ قوموں کی کامیابی و کامرانی کا ایک راز ان کا آپس میں اتحاد و اتفاق رہا ہے. جس طرح پانی کے قطرات کے متحد ہونے سے بڑے بڑے ڈیم تشکیل پاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کے ایک دوسرے سے مل جانے سے بہت بڑے دریا بنتے ہیں اسی طرح انسانوں کے اتحاد اور جمع ہونے سے ایسی صفیں تشکیل پاتی ہیں کہ جن پر نگاہ ڈالتے ہی دشمن وحشت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر کبھی بھی ان پر چڑھائی کرنے کا تصور تک نہیں کرتا:

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ [38]

ترجمہ: "تم صف بندی کے ذریعہ اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوف زدہ کرو۔"

قرآن مجید مسلمانوں کو وحدت و اتحاد کی دعوت دیتا ہے اور ہر طرح کی تفرقہ بازی سے بچنے کا حکم دیتا ہے:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا [39]

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔

قرآن نے پوری امت اسلام کو آپس میں بھائی بھائی شمار کیا ہے اور ان سے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان کے آپس کے روابط و تعلقات دوستانہ اور بھائیوں کے مانند ہونا چاہئیں اور پھر چھوٹے سے چھوٹے اختلاف کی صورت میں بھی صلح کا دستور صادر فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ [40]

"صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔"

6۔ دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ضروری ہے:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. [41]

"تو کہہ اے اہل کتاب! کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے جو تم کرتے ہو؟ تو کہہ اے اہل کتاب! کیوں

---

[37] احمد بن حنبل فی المسند،5/233،الرقم:21928،وعبد الرزاق فی المصنف،1/521،الرقم:1997

[38] الانفال:60

[39] آل عمران:103

[40] الحجرات:10

[41] آل عمران:99-98

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والوں کو کہ ڈھونڈتے ہو اس میں عیب اور تم خود جانتے ہو اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے۔"

اہل کتاب کے مختلف دعوؤں کی تردید اور ان کے مکروہ اعمال پر تنبیہ کی جارہی ہے، اس آیت میں بھی یہود کی طرف سے کی گئی ایک سازش پر انہیں تنبیہ کی گئی ہے، زمانہ جاہلیت میں مدینہ منورہ پر یہودی قبائل کو علمی، سیاسی اور معاشی غلبہ حاصل تھا، مدینہ منورہ کی مقامی آبادی جو بنو اوس اور بنو خزرج پر مشتمل تھی، باہمی عداوت اور مسلسل جنگ کی وجہ سے اپنی معاشی و سیاسی طاقت کھو چکی تھی، جب شمع اسلام کی کرنیں ان کے قلب پر پڑیں، تو دشمنی، اور بغض کے سارے جذبات اتحاد و یگانگت میں بدل گئے، ان کی معاشی و سیاسی قوت ابھرنے لگی، یہود اس اتحاد سے پریشان تھے، کیوں کہ انہیں اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا، چناں چہ یہود کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھے، جس میں ان کی پرانی عداوتوں کو تازہ کرکے، پھر سے اختلاف کی بیل ڈالی جائے، ایک دن اوس و خزرج کے لوگ مشترکہ طور پر ایک مجلس میں بیٹھے تھے، شاس بن قیس نامی یہودی مجلس میں آکر باتوں ہی باتوں میں پرانی جنگوں اور بہادروں کے تذکرے اور ان کے رجزیہ اشعار پڑھنے لگا، ہر قبیلے کے لوگ اپنے بہادروں کے تذکرے میں دوسروں کی عیب جوئی اور ان کی تحقیر پر آمادہ ہوئے تو شور و غل برپا ہوا، اوس و خزرج پھر سے ایک دوسرے کو میدان جنگ میں بلانے لگے، دن مقرر ہونے لگا، آپ علیہ السلام کو خبر ہوئی، غصے میں تشریف لائے اور انصار سے خطاب کرکے فرمایا:

یہ کیا جہالت ہے؟ میری موجودگی میں واہیات؟ کیا تم پھر سے کفر کے اندھیروں میں لوٹنا چاہتے ہو؟

اسلام میں محبت و عداوت کا معیار اور قومیت کی بنیاد مذہب ہے۔ اسلام میں محبت و عداوت، عزت و ذلت، اخوت و وحدت کا معیار صرف اور صرف مذہب ہے، مسلمان کالا ہو یا گورا، مشرقی ہو یا مغربی، عربی ہو یا عجمی، ملکی ہو یا غیر ملکی، سب اسلامی اخوت کی سنہری زنجیر سے جڑے ہوئے ہیں، ان کی جان و مال حقیقی بھائی کی طرح محترم اور معزز ہے، "قومیتوں" کے باقی سارے ذرائع صرف تعارف کا ذریعہ ہیں، اوس و خزرج نے نسب کی بنا پر عداوت کی آگ بھڑکانا چاہی تو اللہ تعالی نے اسے کفر سے تعبیر فرما کر تنبیہ کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُّسْلِمُون، وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۔[42]

"اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے، جیسا چاہیے اس سے ڈرنا، نہ مریو مگر مسلمان اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر، جب کہ تم تھے آپس میں دشمن، پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے، پھر تم کو اس سے نجات دی، اس طرح اللہ کھولتا ہے تم پر آیتیں، تاکہ تم راہ پاؤ۔

7۔ مسلمانوں میں باہمی محبت و مؤدت کے لئے:

اگر مؤمنین آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو جائیں تو فطری طور پر ان میں ایک دوسرے کے لئے رواداری کا جذبہ پروان چڑھے گا اور وہ ہمیشہ ایک دوسرے کی بھلائی کے لئے فکر مند رہیں گے یہی وجہ ہے قرآن مجید نے مؤمنین کے آپسی محبت و الفت کو اللہ تعالی کی نعمت قرار دیا ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس آپسی محبت و الفت کو امت اور خود رسول اللہ (ص) پر ایک احسان کے طور پر تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی اتحاد کے سبب یہ نعمت باآسانی حاصل ہو جاتی ہے اور معاشرے میں ایک طرح کے نفسیاتی تحفظ و امن کا احساس زندہ ہوتا ہے چنانچہ مؤمنین کی آپسی محبت و الفت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

---

[42] آل عمران: 102-103

وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔[43]

ترجمہ:"اور اسی نے ان (اہل ایمان) کے دلوں میں الفت پیدا کی۔ اگر آپ تمام روئے زمین کی دولت بھی خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اللہ نے (اپنی قدرتِ کاملہ سے) ان کے درمیان الفت پیدا کر دی بے شک وہ غالب اور بڑا حکمت والا ہے۔"

ہاں! جب دشمن یہ دیکھ لیتا ہے کہ مسلمان کا آپسی شیرازہ منتشر ہے تو اس میں حملے کی مزید جرأت وجسارت پیدا ہو جاتی ہے اور صرف مسلمانوں پر ہی نہیں بلکہ ہمارے مقدسات کی توہین سے بھی دریغ نہیں کرتا جیسا کہ ہم آج خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔

8۔عذاب الٰہی سے نجات کے لئے:

یہ دنیا اور اس کا نظام بھی ایک ہم آہنگی اور ایک نظم واحد کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو ایک کرنے اور ان میں اتحاد کے نور کو جلوہ افروز کرنے کے لئے ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو مبعوث کیا ہے اور جو لوگ اس اتحاد کو دل وجان سے قبول کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کی رحمتیں ہیں اور انہیں عذاب سے نجات ملے گی۔ اور جو لوگ وحدت کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں انہیں اللہ کے دردناک عذاب کا سامنا ہو گا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔[44]

ترجمہ:"اور خبردار تم ان لوگوں (یہود و نصاری) کی طرح نہ بننا جو انتشار کا شکار ہو گئے اور کھلی ہوئی نشانیوں (دلیلوں) کے آجانے کے بعد اختلاف میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

قرآن مجید کے دامن میں تمام انسانیت کو نجات کے راستے کی نشاندھی کی گئی ہے اور خاص طور مسلمانوں پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ قرآن مجید سے سبق لیتے ہوئے اتحاد کے لئے کوشش کریں۔ اور جو اس راہ میں جتنی کوشش کرے گا اس کا مقام اللہ کی نظر میں اتنا ہی عظیم ہو گا۔

دوسری جانب خداوند متعال نے اختلاف اور جنگ وجدل کو بدترین عذاب شمار کیا ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّ یُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ[45]

ترجمہ:

"اے رسول! تم کہہ دو کہ وہی اس پر قابو رکھتا ہے کہ (اگر چاہے تو) تم پر عذاب تمہارے سر کے اوپر سے نازل کرے یا تمہارے پاوں کے نیچے سے (اٹھا کر کھڑا کر دے) یا ایک گروہ کو دوسرے سے بھڑا دے اور تم میں سے کچھ لوگوں کو بعض آدمیوں کی لڑائی کا مزا چکھا دے ذرا غور تو کرو ہم کس کس طرح اپنی آیتوں کو الٹ پلٹ کے بیان کرتے ہیں تا کہ یہ لوگ سمجھیں۔"

---

[43] الانفال:63

[44] آل عمران 105

[45] الانعام:65

ابن اثیر کہتا ہے:"شیعاً" سے مراد وہی امت اسلام کے درمیان تفرقہ بازی پھیلانا ہے۔[46]

اور پیغمبر ﷺ کو ایسے لوگوں سے رابطہ نہ رکھنے کا حکم فرمایا جو آپس میں اختلاف ایجاد کرتے اور پھر اس پر اصرار کرتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ[47]

ترجمہ:"جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ خدا کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کے اعمال سے باخبر کرے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ مشرکوں کے مانند آپس میں اختلاف اور اس پر فخر ومباہات مت کریں:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ[48]

ترجمہ":اور خبردار مشرکین میں سے نہ ہو جانا جنھوں نے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں پھر ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر مست و مگن ہے۔"

9۔امت مسلمہ کے عروج وبقا کے لئے

اقتدار اعلیٰ اور قانون کی پاسداری کسی بھی معاشرہ کے سکون کے لئے بہت ضروری ہے چونکہ اگر کسی قوم کے پاس طاقت اور قانون نہ ہو تو اس کے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے بھی وہ نادار ہے۔اس کے مال، عزت اور جان سب پر اغیار کی نظریں جمی رہتی ہیں چنانچہ قرآن مجید اس طاقت کا اصلی سرمایہ اتحاد و یکجہتی کو جانتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ[49]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ میں تو صرف (عذابِ خدا سے) ایک ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا جو یکتا اور غالب ہے اور کوئی خدا نہیں ہے۔

مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ طاقت کا اصلی سرچشمہ خدائے واحد کی ذات ہے۔یعنی وحدت نہ ہو تو یہ اقتدار حاصل نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ تعبیر"الْواحِدُ القَهّارُ"متعدد سیاق وسباق میں استعمال ہوئی ہے کہ جو اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ اگر سب کے سب خدائے واحد و قہار کے گوش بفرمان ہوں تو کبھی کمزور نہیں پڑ سکتے۔

ارشاد ہوتا ہے:

---

[46] النہایۃ فی غریب الحدیث ۲:۵۲۰

[47] الانعام:159

[48] الانعام:159

[49] ص:65

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَ اصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ [50]

ترجمہ: ”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور (ہر قسم کی مصیبت و تکلیف میں) صبر سے کام لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

10۔ وسعت قلبی کا مظہر:

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے عرب کے متعدد قبائل کے درمیان آپسی اختلافات کی ایک گہری کھائی موجود تھی اس طرح کہ بات بات پر جنگ کرنا ان کا مشغلہ بن چکا تھا لیکن اسلام کی برکت، قرآن مجید کی تعلیمات اور پیغمبر اکرم ﷺ کی رہنمائی اور رحمت کے سبب ان کے درمیان آپس میں اتحاد پیدا ہوا اس طرح وہ برسوں پُرانی دشمنی اخوت میں تبدیل ہو گئی۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے سے مسلمان وسعت قلبی جیسی صفت سے متصف ہو گئے کیونکہ حکم نبی ﷺ تھا کہ:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه[51]

خلاصہ بحث:

وحدت امت کے تناظر میں سیرت النبی ﷺ، آثار صحابہ اور سلف صالحین کی زندگیوں کے معمولات پیش کرنے کی حقیر سی کوشش کی ہے تاکہ وحدت امت کے مقاصد کی اہمیت کو بھرپور انداز میں پیش کیا جا سکے اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کیا جا سکے۔

وحدت امت کے بارے میں شاعر مشرق یوں رقم طراز ہیں کہ:

”منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں“[52]

[50] الانفال: 46
[51] البخاري، كتاب الإيمان، باب من الإيمان (1/ 14)، رقم: 13
[52] علامہ محمد اقبال، شکوہ جواب شکوہ، لائن پبلشرز اردو بازار، کراچی، ص 14

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حوالہ جات

1-فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ط اول 2010ء، ص 1406
2-وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت جامع ترین، جہانگیر بکس، کراچی، ص 1434
3-مختصر اردو لغت، قومی کونسل برائے اردو زبان، نئی دہلی، ط سوم، 2009ء ص 955
4-سعید اے شیخ، رابعہ اردو لغت، اسلامک بک سروس دریا گنج، نئی دہلی، ط اول 2007ء، ص 1211
5-فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو جامع، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ط اول 2010ء، ص 121
6-وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت جامع ترین، جہانگیر بکس، کراچی، ص 83
7-سعید اے شیخ، رابعہ اردو لغت، اسلامک بک سروس دریا گنج، نئی دہلی، ط اول 2007ء، ص 51
8-مختصر اردو لغت، قومی کونسل برائے اردو زبان، نئی دہلی، ط سوم، 2009ء ص 108
9-الانبیاء:92
10-المؤمنون:52
11-البقرہ:141
12-وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت، جہانگیر بکس لاہو، ص 1464
13-خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اصولِ فقہ، ص 436-437
14-خاکوانی، ڈاکٹر محمد باقر، اصولِ فقہ، ص 436
15-المائدہ:48
16-شریعت آذاد دائرۃ المعارف وکی پیڈیا
17-آل عمران:103
18-تفسیر تیسیر القرآن، ج 1، ص 293
19-آل عمران:103
20-تفسیر ابن جریر، ج ۴، ص ۳۲
21-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 13
22-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 5
23-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 63-64
24-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 5
25-آل عمران 31
26-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 27
27-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص 8
28- ایضاً، ص 18-19

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

29-مفتی محمد شفیع عثمانی، مولانا، وحدت امت، دار السلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ص33-34
30-ایضاً، ص15
31-البقرہ:214
32-آل عمران:139
33-البقرہ:213
34-الحجرات:10
35-البخاري في الصحيح، كتاب : الفتن، باب : كيف الأمر إذا لم تكن جماعة، 6 / 2595، الرقم : 6673
36-الترمذي في السنن، کتاب: الفتن، باب: ماجاء في الزوم الجماعة، 4/465، الرقم: 2165
37-احمد بن حنبل في المسند، 5/233، الرقم: 21928، وعبد الرزاق في المصنف، 1/521، الرقم: 1997
38-الانفال:60
39-آل عمران:103
40-الحجرات:10
41-آل عمران:99-98
42-آل عمران:103-102
43-الانفال:63
44-آل عمران105
45-الانعام:65
46-النہایۃ فی غریب الحدیث ۲:۵۲۰
47-الانعام:159
48-الانعام:159
49-ص:65
50-الانفال:46
51-البخاري، كتاب الإيمان، باب من الإيمان (1/ 14)، رقم: 13
52-علامہ محمد اقبال، شکوہ جواب شکوہ، لائن پبلشرز اردو بازار، کراچی، ص14